علت-بنیادواساسِ قیاس

*ڈاکٹر محمد سعد صدیقی

There is no saying that Quran is the first primary source of Islamic Jurisprudence, Sunnah is the the second source on one side and first explaination and Exgiges of Holy Quran. It is also a matter of fact that as human life is ever changing in its culture,civilization and in its behavour. Due to these radical changes, humanbeing faced versatile issues and problems. Islamic Jurists met this challenge to acheive the solution of these problems in the light of Quran and Sunnah. For this purpose they searched the similer issues in the Holy Quran and Sunnah and the coure reason of their order. This prcesss called Qayas based on the coure reason of this injuction which is called 'Illat in the teminology of Islamic jurists. Illat of different Islamic injunctions is fundamental necessity of Qayas without indenitifing the correct cour reason ('Illat) of a juristic order given by the Holy Quran or Sunnah, a jurist cannot achieve the result of his Qayas. So it is very important to have knowledge about 'Illat and different point of views regarding its different kinds. We will dicus in this writting the meanings of 'Illat in the light of definations given by othodox and contemporary islamic Jurists along with the methodology of indentification of correct coure reason of the commonds of Islamic Shri'ah.

پاک ہے وہ ہستی اور ہر حمد وستائش کی سزاوار جس نے دین اسلام کی شکل میں آخری، مکمل اور جامع نظام حیات ہمیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے زریعے سے عطاء فرمایا ہزاروں اور لاکھوں درود ہوں اس رحمۃ للعالمین پر جس کے ہم امتی ہیں۔ اللہ نے اس ہستی کو اپنا آخری نبی اور پیغمبر بنایا، اس دین متین کو اپنا آخری اور مکمل دین قرار دیا اور قیامت تک کے لئے یہ اعلان کر دیا کہ **ورضیت لکم الاسلام دینا** (۱)

اس دین متین کے احکام کے چار بنیادی اور اساسی ماخذ ومصادر ہیں جنہیں، کتاب اللہ، سنت، اجماع اور قیاس کہا جاتا ہے۔ اور اس کے لئے بنیاد واساس قرآن کریم کی اس آیت مبارکہ کو بنایا جاتا ہے: یاایھا الذین آمنو االطیعو اا للہ و اطیو اا لرسو ل۔ **و اولی الامر منکم فان تنازعتم فی شئی فردوہ الی اللہ و الرسول۔** (۲)

---

* پروفیسر، شعبہ علومِ اسلامیہ، جامعہ پنجاب، لاہور

An evaluation version of novaPDF was used to create this PDF file.
Purchase a license to generate PDF files without this notice.

(اللہ کی اطاعت کرو، اللہ کے رسول کی اطاعت کرواور صاحب الرائے لوگوں کی بھی اور اگر تم میں کوئی جھگڑا یا اختلاف پیدا ہو جائے تو اپنے اس جھگڑے کو اللہ اور اس کے رسولؐ کی طرف لوٹاؤ۔) اس آیت مبارکہ میں

اطیعو االلہ میں کتاب اللہ

اطیو اا لرسول میں سنت

اولی الامر میں اجماع

اور تنازع کی صورت میں ردوہ الی اللہ والرسول میں قیاس کی جانب اشارہ ہے اور احکام اسلامی کے یہی بنیادی اور اساسی مأخذ ومصادر ٹھرے۔

چنانچہ عہد نبوی وصحابہ سے آج تک ہر دور کے فقہاء ماہرین اصول الفقہ سب سے پہلے انہی چار مأخذ کو بنیادو اساس بناتے ہیں اگر ان سے مسئلہ حل نہ ہو تو پھر دیگر ماخذ کی جانب رجوع کیا جاتا ہے۔

ان چار مأخذ میں سے ہم قیاس کو اپنا موضوع بحث بناتے ہوئے، قیاس کی سب سے اہم بنیاد واساس یعنی علت پر بحث کریں گے کہ قیاس کا وجود، اس کا مصدر ہونا، اس سے احکام ومسائل کا مستنبط ہونا، سب کچھ علت کے وجود اور اس کی معرفت پر منحصر ہے۔کوئی فقیہ اس وقت تک قیاس سے استنباطِ مسائل نہیں کرسکتا، جب تک کہ وہ علت کی شناخت اور معرفت حاصل نہ کر لے۔ اس لئے علت قیاس میں بنیادی اہمیت کا موضوع ہے۔

علت پر اس بحث سے پہلے مناسب معلوم ہوتا ہے کہ اجمالا قیاس کے معنی ومفہوم، قیاس کی حجیت اور اس کے ارکان کا بھی مطالعہ کرلیا جائے اور پھر علت کو تفصیل سے موضوع تحقیق بنایا جائے۔

قیاس کے معنی:۔

علماء وماہرین لغت قیاس کے معنی پیائش یا مقدار معلوم کرنا بیان کرتے ہیں، اس کے لئے علماء لغت کی کتب میں ایک مثال بہت معروف ہے، قاس الثواب بالذراع اس نے گز کے ذریعہ کپڑے پیائش کی۔ علماء لغت کی فراہم کردہ اس بنیادواساس پر جب لفظِ قیاس کے استعمال میں توسع ہوا تو اس کا استعمال بقول عبدلکریم زیدان دو اشیاء کے درمیان برابری ثابت کرنے کو خواہ معنوی برابری ہو یا حسی اور ظاہری، قیاس کہا جانے لگا۔(۳) یعنی دو اشیاء میں ظاہری اور حسی یا معنوی اور باطنی مشابہت بیان کرنے یا ان دونوں کو ایک سا ثابت کرنے کو قیاس کہا جانے لگا۔

An evaluation version of novaPDF was used to create this PDF file.
Purchase a license to generate PDF files without this notice.

قیاس کے اصطلاحی معنی:۔

قیاس کے لفظ کا استعمال جب بڑھا علوم اسلامیہ اوران علوم اسلامیہ میں گہری دسترس پیدا کرنے کے لئے مروج علوم جب ترقی کرنے لگےتو اس طرح کے الفاظ ان علوم میں اصطلاح کے طور پر استعمال ہونے لگے، قیاس کو علماء اصول الفقہ نے اور ماہرینِ منطق نے بطور مخصوص اصطلاح اپنے اپنے علوم میں استعمال کیا۔ہم یہاں اصول الفقہ کے ماہر علماء کی بیان کردہ تعریفات میں سے کچھ نقل کریں گے تا کہ اصول الفقہ میں قیاس کے مفہوم اوراس کی وسعت کا بھی علم ہواوراس کے بنیادی واساسی ارکان سے بھی ہم روشناس ہو جائیں۔اس ضمن میں کچھ اقوال متقدمین کے اور کچھ جدید ماہرین اصول الفقہ کے نقل کیے جائیں گے۔

قیاس کا اصطلاحی مفہوم:۔

قیاس قانون اسلامی کے بنیادی اوراساسی ماخذ میں سے ہے،اس لئے ماہرین اصول الفقہ ہر دور میں ہی قیاس کی جانب متوجہ رہےاوراس پر بڑی گہرائی سے سیر حاصل بحث کی۔اور پھر یہ اسلام کی ابدی اور آفاقی حیثیت میں سب سے زیادہ اہمیت کا حامل ہےاوراجتہاد کی بنیادی اوراساسی کڑی ہے اس لئے ماضی کی طرح دورحاضر کے ماہرین اصول الفقہ نے قیاس کوموضوع بحث بنایا۔

علامہ آمدی نے قیاس کی مختلف تعریفیں نقل کی ہیں۔جن میں سے چند حسب ذیل ہیں۔

قاضی عبدالجبار نے قیاس کے تعریف ان الفاظ میں کی ہے۔

حمل الشئی علی الشئی فی بعض احکامه بضرب من الشبهة۔(۴)

(کسی بھی نوعیت کی مشابہت کی بنیاد پر بعض احکام ومسائل میں کسی چیز کوکسی دوسری چیز پرمحمول کرنا)

ابوالحسن بصری کی تعریف نقل کرتے ہوئے،آمدی لکھتے ہیں۔

تحصیل حکم الاصل فی الفرع لا شتبا ههما فی علته عندالمجتهد۔ (۵)

(مجتہد کی نظر میں دریافت شدہ علت کی مشابہت کی بنیاد پر اصل کا حکم فرع پر منطبق کرنا۔)

قاضی عبدالجباراورابوالحسن بصری کی تعریف کے مطابق قیاس صرف اثباتِ حکم کے لئے استعمال ہوتا ہےلیکن قاضی ابوبکر باقلانی نے قیاس کی تعریف میں اثباتِ حکم کے ساتھ ساتھ نفی حکم کوبھی شامل کیا ہے۔ آمدی کے بقول باقلانی نے قیاس کی تعریف ان الفاظ میں کی ہے۔

An evaluation version of novaPDF was used to create this PDF file.
Purchase a license to generate PDF files without this notice.

حمل معلوم علی معلوم فی اثبات حکم لهما او نفیه عنهما بامر جامع بینهما من اثباتِ حکم او صفة لهما او نفیهما عنهما (۶)

(کسی حکم یا کسی صفت کو ثابت کرنے میں یا حکم یا صفت کی نفی کرنے میں کسی مشترک امر کی بنیاد پر کسی دوسری چیز پر محمول کرنا،)

صدر الشریعہ نے قیاس کی تعریف ان الفاظ میں کی ہے۔

تعدیة الحکم من الاصل الی الفرع لعلة متحدة لاتدرک بمجرد اللغة (۷)

(اصل کے حکم کو علت متحدہ کی بنیاد پر فرع میں جاری کرنا، علت تک رسائی محض لغت کی مہارت سے حاصل نہیں ہوتی۔)

آمدی ان تعریفات سے مطمئن نظر نہیں آتے اور ان کو نقل کرنے کے بعد ان پر طویل بحث کرتے ہیں اور مختلف پہلوؤں سے ان تعریفات کو موردِ اعتراض ٹھراتے ہیں۔ تعریفات پر اس نقد کو نقل کرنا، ہمارے موضوع کا تقاضا نہیں، اس لیے ہم اس سے احتراز کرتے ہوئے آمدی کی نظر میں ترجیح پانے والی تعریف نقل کرتے ہیں۔

الاستواء بین الفرع والاصل فی العلة المستنبطة من حکم الاصل (۸)

(اصل اور فرع کے درمیان اس علت میں برابری قائم کرنا جو اصل کے حکم سے مستنبط کی گئی ہے)

علامہ زرکشی نے البحر المحیط فی اصول الفقہ میں قیاس کی جو تعریف نقل کی ہے، اس کے الفاظ بھی لگ بھگ وہی ہیں جن کو آمدی نے راجح قرار دیا ہے۔ زرکشی قیاس کی تعریف ان الفاظ میں کرتے ہیں۔

مساوات المسکوت للمنصوص فی علة الحکم۔ (۹)

(غیر منصوص چیز کو حکم کی علت میں منصوص کے برابر قرار دینا۔)

محبّ اللہ بہاری نے بھی قیاس کی تعریف میں یہی اسلوب اختیار کیا ہے۔ وہ لکھتے ہیں:

مساواة فرع لأصل فی علة الحکم او زیادته علیه فی المعنیٰ المعتبر فی الحکم (۱۰)

(حکم کی علت میں فرع کو اصل کے مساوی قرار دینا یا حکم میں کسی معتبر معنی کی بنیاد پر اضافہ کرنا۔)

متقدمین کی ان تعریفات میں دو باتیں قابل غور ہیں۔

الف: قاضی عبدالجبار، ابوالحسن بصری اور باقلانی کے نزدیک قیاس کے زریعہ اصل کا حکم فرع میں جاری ہوتا

An evaluation version of novaPDF was used to create this PDF file.
Purchase a license to generate PDF files without this notice.

ہے۔یعنی اصل میں اگر کوئی حکم اثبات کی شکل میں ہے تو وہ علت میں کسی بھی مشابہت کی بنیاد فرع میں ثابت ہوجاتا ہے، اور اگر اصل میں کسی بات کی نفی کی گئی ہے تو وہ اِسی مشابہت کی بنیاد پر فرع میں بھی اس چیز کی نفی کردے گی۔

ب: اس کے بالمقابل آمدی کی نظر میں راجح تعریف اور زرکشی کی تعریف سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ قیاس اصل اور فرع کے درمیان حکم کی علت میں مساوات قائم کرنے کا نام ہے۔یعنی قیاس مساوات کے قائم ہونے کے نتیجہ میں اصل کا حکم فرع میں ثابت کرتا ہے،قاضی عبدالجبار وغیرہ قیاس کو براہ راست حکم کے لئے مثبت مانتے ہیں جبکہ آمدی اور زرکشی بالواسطہ۔

جدید ماہرین اصول الفقہ میں عبدالوھاب خلاف اور عبدالکریم زیدان اس تعریف پر متفق نظر آتے ہیں۔

الحاق واقعة لانص علیٰ حکمهابواقعة ورد نص بحکما،فی الحکم الذی ورد به النص لستاوی الواقعتین فی علة هذاا الحکم(۱۱)

(دو واقعات میں پائی جانے والی حکم کی علت کے برابر ہونے کی بنیاد پر کسی ایسے واقعہ کے حکم کو جس کے بارہ میں نص میں کوئی حکم موجود نہیں ہے، کسی ایسے واقعہ کے حکم سے ملانا جس کا حکم نص میں موجود ہے۔)

علی حسب الله نے اس مفہوم کو ان الفاظ میں ادا کیا ہے۔

مشارکة مسکوت عنه لمنصوص علی حکمه الشرعی فی علة هذاالحکم والحاقه فیه(۱۲)

(کسی ایسی چیز کو جس میں خاموشی اختیار کی گئی ہے، حکم شرعی کے لئے کسی منصوص چیز کے حکم اور اس کی علت کے ساتھ ملانا۔) جدید ماہرین اصول فقہ کی تعریفیں آمدی اور زرکشی کی تائید کرتی ہوئی نظر آرہی ہے۔

باقلانی، زرکشی اور جدید ماہرین کی تعریفات میں الفاظ وعبارات کے اختلاف کے باوجود ایک قدر مشترک نظر آتی ہے اور وہ یہ کہ تمام ماہرین اصول فقہ اس بات پر متفق نظر آتے ہیں کہ قیاس کی اصل بنیاد و اساس علت ہے کیونکہ قیاس کو اگر مثبت حکم (۱۳) کہا جائے تو بھی علت ہی بنیاد و اساس ٹھرتی ہے کہ علت کے اشتراک کی بنیاد پر اصل کا حکم فرع میں ثابت کیا جاتا ہے اور اگر قیاس مظہر حکم ہے تو اس کے معنیٰ یہ ہوں گے

An evaluation version of novaPDF was used to create this PDF file.
Purchase a license to generate PDF files without this notice.

یہ حکم نص میں پہلے سے موجود تھا، چھپا ہوا تھا، قیاس نے اسے ظاہر کیا، تو بھی علت ہی اظہار حکم کی بنیاد ٹھہرتی ہے کہ علت کے اشتراک کی بنیاد پر ہی یہ کہا جا سکتا ہے کہ اس فرع کا حکم فلاں اصل کے حکم میں پہلے سے نص میں موجود تھا، قیاس نے اسے ظاہر کر دیا۔ گویا علت بہرطور بنیاد واساس قیاس ٹھہرتی ہے اگر ہم قیاس کو سمجھنا چاہتے ہیں، اس مصدر وماخذ سے استنباط احکام کرنا چاہتے ہیں تو ہمیں علت اور اس کی معرفت پر گہرا ادراک حاصل کرنا ہوگا۔

علت کے لغوی معنیٰ:۔

امام غزالی کے مطابق ماہرین لغت کے نزدیک علت ہر وہ وصف ہے کہ جس کے وجود کی وجہ سے کسی چیز کا حال تبدیل ہو جاتا ہے۔ مثلاً کسی مرض کو علت کہا جاتا ہے کہ اس کی وجہ سے جسم کا حال تبدیل ہو جاتا ہے (۱۴)۔

علت کے اصطلاحی معنیٰ:۔

امام غزالی کے مطابق علماء اصولیین کی اصطلاح میں علت کی تعریف ان الفاظ میں کی جاسکتی ہے۔

أنه وصف اضاف الشارع الحکم الیه، و ناطه به و نصبه علامة علیه(۱۵)

(یہ ایسا وصف ہے کہ شارع نے جس کی جانب حکم کی نسبت کی ہے۔ حکم کا تعلق اس سے جوڑا ہے اور اسے بطور علامت نصب کیا ہے۔)

آمدی نے علت کی تعریف مندرجہ ذیل الفاظ میں کی ہے۔

ھی الباعثِ علیه (۱۶)

(شارع کا کسی حکم کے تعین کا مقصود علت کہلاتا ہے۔)

اگرچہ اس تعریف پر خود آمدی کو بھی اشکال ہے اور دیگر ماہرین اصول الفقہ نے بھی اس پر اعتراضات کیئے ہیں کہ شارع یعنی اللہ تعالیٰ اس بات کا پابند نہیں ہے کہ اس کے ہر حکم کا کوئی مقصود اور باعث ہو یا یہ کہ اس باعث کی تحقیق ہمارے لئے ضروری ہے جبکہ آمدی کی طرف سے یہ تاویل بھی کی گئی کہ اللہ تعالیٰ کا کسی حکم کو واجب کرنا بذاتِ خود اس بات کا محتاج نہیں کہ وہ کسی مقصود پر مبنی ہو البتہ انسانوں کی مصلحت اور ان کے فائدہ کے لئے اللہ تعالیٰ کے ہر حکم میں حکمت و باعث پوشیدہ ہوتا ہے اور وہی باعث اس حکم کی علت ہوتا ہے تاہم اتنی بات ضرور ہے کہ آمدی کی اس تعریف سے علت اور حکمت کا امتیاز ختم ہوتا نظر آتا ہے۔

An evaluation version of novaPDF was used to create this PDF file.
Purchase a license to generate PDF files without this notice.

علامہ تفتازانی علت کی تعریف بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

هی کون الوصف بحیث یکون ترتب الحکم علیهِ متضمناً لجلب نفع أو دفعِ ضرر معتبر فی الشرع۔(۱۷)

(علت حکم کا ایسا وصف ہے جس کی بنیاد پر حکم کا اطلاق ہوتا ہے، تاکہ انسانی زندگی کو منفعت سے مستفید اور نقصان سے محفوظ رکھا جائے اور اِس وصف کو شریعت میں معتبر مانا گیا ہو)۔

شریعت کے ہر حکم میں انسانی زندگی کی اِس مصلحت کو پیش نظر رکھا گیا ہے کہ اُسے بلاضرورت مشقت میں مبتلا کیا جائے نہ ہی اُسے کوئی جانی یا مالی نقصان پہنچایا جائے اور شریعت کی حدود میں رہتے ہوئے اُس کے مفادات کا تحفظ بھی کیا جائے چنانچہ حکم میں جو وصف اِس مصلحت کی طرف نشاندھی کررہا ہو، وہی اُس حکم کی علت کہلائیگا۔

عبدالوھاب خلاف علت کی تعریف کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

العلة: هی وصف فی الاصل بنی علیه حکمه و یعرف به وجود هذا الحکم فی الفرع(۱۸)۔

علت وہ وصف ہے جو اصل میں پایا جاتا ہے اور اصل کے حکم کا دارومدار اسی وصف پر ہو، اور فرع میں اسی حکم کے وجود کو اسی کی وجہ سے تسلیم کیا جائے۔یعنی ایسا وصف جو کسی منصوص حکم میں نہ صرف یہ کہ موجود ہے بلکہ منصوص حکم کی بنیاد واساس محسوس ہوتا ہے ایسی بنیاد واساس کہ ہم نے اس وصف کی موجودگی کی وجہ سے اصل کا حکم فرع میں بھی ثابت وجاری کردیا۔

محمد ابوزھرہ کے بقول علماءاصولیین نے علت کی تعریف ان الفاظ میں کی ہے۔

العلة با نها الوصف الظاهر المنضبط المناسب للحکم (۱۹)

(علت حکم میں پایا جانے والا ایسا وصف ہے جو ظاہر بھی ہوا اور حکم میں اس کا پایا جانا یقینی ہو اور جو حکم کے مناسب بھی ہو۔)

عبدالکریم زیدان نے ابوزھرہ کی تعریف پر ان الفاظ کا اضافہ کیا ہے

وربط به وجودا و عدما (۲۰)

(حکم کو علت کے وجود وعدم سے مربوط کردیا ہو۔)

(یعنی اگر علت پائی جائیگی تو حکم بھی پایا جایئگا اور علت نہیں پائی جائیگی تو حکم بھی نہیں پایا جائیگا۔)

An evaluation version of novaPDF was used to create this PDF file.
Purchase a license to generate PDF files without this notice.

قدیم وجدید فقہاء و ماہرینِ اصول الفقہ کی ان تعریفات پرغور کرنے سے علت کے درج ذیل اوصاف وخصائل سامنے آتے ہیں۔

الف: علت حکم میں پایا جانے والا وصف ہے۔

ب: ایسا وصف ہے کہ جو ظاہر بھی ہے اور حکم میں اُس کا پایا جانا یقینی بھی ہے۔

ج: ایسا وصف ہے جو حکم کے مناسب بھی ہے۔

د: ایسا وصف ہے جو احکام میں شریعت کے بنیادی مقصود یعنی جلبِ منعفت اور دفع مضرت کی طرف نشاندھی کررہا ہو۔

ہ: شارع کے حکم کا دارو مدار اُسی وصف کا وجود محسوس ہورہا ہو۔

و: وہ وصف حکم میں اِس قدر مؤثر ہو کہ حکم کا وجود اور عدم دونوں اُسی وصف کے وجود وعدم سے وابستہ ہوں یعنی وہ وصف موجود ہوگا تو حکم بھی موجود ہوگا اور اگر وہ وصف موجود نہ ہو تو حکم کا بھی اطلاق نہیں ہوگا۔

مؤخر الزکر وصف عبدالکریم زیدان کا ذکر کردہ ہے، اِسی سے اختلاف کی گنجائش ہے کہ ہر علت اِس طرح کا وصف نہیں ہوتی۔ یہ تفصیل علت کی انواع کی بحث میں آئیگی۔

علت کی انواع:۔

علت کی تعریف اور تعریف سے متعلق مختلف تصورات پر تفصیلی بحث کے بعد مناسب معلوم ہوتا ہے کہ علت کی مختلف نوعیّتوں سے متعارف ہوا جائے تاکہ علت کی اثر پذیری کو صحیح طور پر سمجھا جاسکے۔

ڈاکٹر عبدالکریم النخلہ کے مطابق علت کی دو نوعیتیں ہیں:

۱۔ شریعت اسلامیہ میں کچھ احکام وہ ہوتے ہیں، جن کی علت کا ادراک ہوجاتا ہے یعنی تحقیق وجستجو، کاوش واجتہاد کے بعد کسی حکم کی علت تک رسائی ہوجاتی ہے ایسے احکام قابلِ قیاس ہوتے ہیں۔

۲۔ شریعت اسلامیہ میں کچھ ایسے احکام ہوتے ہیں جن کی علت کی معرفت اور اُس کا ادراک باوجود کوشش واجتہاد ممکن نہیں ہو پاتا یا اگر علت کی معرفت حاصل ہوتی ہے تو اُس کا علت ہونا غیر یقینی ہوتا ہے۔(۲۱)

علت کی ان دونوعیّتوں کی مختلف کیفیات نھایۃ الوصول میں قدرے تفصیل سے بیان ہوئیں۔

۱۔ نصِ صریح میں کسی حکم کی علت بیان کی جائے اور اس لیے لأ جل ذالک کی تعبیر نص میں استعمال کی جائے۔

An evaluation version of novaPDF was used to create this PDF file.
Purchase a license to generate PDF files without this notice.

۲۔ نص سے علت ظاہر ہورہی ہو،یعنی ایسی علت جس کو ظاہر کرنے کے لیےنص میں کئے یا اُن کے الفاظ استعمال کیے جائیں یا قرآئن الفاظ اس علت کی جانب اشارہ کررہے ہوں۔

مثلاً مالِ فئی کے مصارف بیان کرنے کے بعد ارشاد فرمایا گیا: کئی لا یکون دُولۃ بین الاغنیاء منکم۔(۲۲)

(تاکہ وہ مال تمہارے دولتمندوں کے درمیان ہی گردش نہ کرتا رہے۔)

۳۔ کسی حکم کی متعین علت پر اجماع ہو۔

مثلاً شراب کے حرام ہونے کی علت پر اجماع ہے کہ اس کے حرام ہونے کی علت اس کا نشہ آور ہونا ہے۔جبکہ بعض مسائل میں حکم پر تو اجماع ہوتا ہےلیکن علت پر اجماع نہیں ہوتا،مثلاً ایک باکرہ نابالغہ کو باپ نکاح پر مجبور کرسکتا ہےاس پر اجماع ہےلیکن بعض فقہاء کے نزدیک اس کی علت لڑکی کا باکرہ ہونا ہےاور بعض فقہاء کے نزدیک لڑکی کا نابالغ ہونا۔

۴۔ علت قرآئن لفظیہ سے ظاہر ہورہی ہے۔جیسے سورۃ الجمعہ میں حق جل مجدہٗ نے وذروا البیع (تجارت چھوڑ دو)کا حکم دیا اور اس حکم سے قبل جمعہ کی اذان ہوجانے پر اللہ کے ذکر یعنی جمعہ کی تیاری کی طرف متوجہ کیا،قرآئنِ لفظیہ اس بات کی نشاندہی کرتے ہیں کے تجارت چھوڑنے کے حکم کی علت جمعہ کی تیاری میں خلل پیدا ہوجانا ہے۔

علت کی مذکورہ تمام نوعیتیں قطعی اور یقینی ہیں،ان کی اثر پذیری کا دو انداز میں مشاہدہ کیا جاسکتا ہے۔

الف:اِن تمام علتوں کو بنیاد بنا کر فرع میں بھی اصل کا حکم ثابت کیا جاسکتا ہے۔

ب:اِن علتوں میں سے اول الذکر دو میں حکم کا دارومدار دوطرفہ ہوتا ہےجیسا کہ عبدالکریم زیدان نے علت کے متعلق ربط بہ وجوداً وعدماً کے الفاظ کہے تھےاُن الفاظ کا اطلاق دراصل علت کی مذکورہ انواع پر ہوتا ہے۔

۵۔ فقیہ کسی حکم کی علت اپنے اجتہاد کے نتیجہ میں حاصل کرے یعنی ایسا حکم جو نص میں صراحۃً موجود ہےلیکن اُس حکم کی علت نہ تو صراحۃً بیان کی گئی،اور نہ ہی قرآئن الفاظ اُس کی جانب کوئی اشارہ کر رہے ہوں،مثلاً جس آیت مبارکہ میں نص نے شراب کو حرام قرار دیا،اُس نص میں اُس کی حرمت کی علت صراحۃً مذکور ہےاور نہ ہی قرآئن الفاظ اُس کی جانب اشارہ کررہے ہیں البتہ مجتہد کی تلاش وجستجو کے نتیجہ میں اُسے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشادِ گرامی نظر آیا۔

An evaluation version of novaPDF was used to create this PDF file.
Purchase a license to generate PDF files without this notice.

کل مسکر حرام (ہر نشہ آور چیز حرام ہے)۔(۲۳)

اِس فرمانِ رسول کو دیکھ کر مجتہد نے یہ گمان کیا کہ شراب کے حرام ہونے کے علت بھی نشہ ہی ہوگی۔ ایسی علت کو فقہ کی زبان میں علتِ ظنیہ کہا جاتا ہے اس کی اثر پذیری کا ایک پہلو ہے کا اِس کو بنیاد بنا کر ہر نشہ آور چیز کو شراب پر قیاس کر کے حرام قرار دیا جا سکتا ہے۔لیکن اس علت کو شراب کی حرمت سے وجوداً وعدماً وابستہ نہیں کیا جا سکتا ہے کہ شراب جب ہی حرام ہوگی جب وہ نشہ آور ہوگی، نشہ آور نہیں ہوگی تو حرام نہیں ہوگی۔شراب دونوں صورتوں میں حرام ہی رہے گی۔

۶۔ شریعتِ اسلامیہ کی جانب سے دی جانے والی رخصتیں، اُسی شکل میں مؤثر ہوتی ہیں، جس شکل میں شریعت نے اُنہیں مؤثر قرار دیا ہے رخصتوں کی علت کی معرفت اور اُس علت کو قیاس کی بنیاد و اساس بنانا علم اصول الفقہ کا معرکۃ الآراء موضوع رہا ہے۔

وھبہ الزحیلی اپنی کتاب اصول الفقہ الاسلامی میں اس پر تفصیلی بحث کرتے ہیں۔ دورِ حاضر میں جبکہ اجتہاد وقیاس کی ضرورت بھی روز بروز بڑھتی جا رہی ہے اور اِسی نتیجہ میں اِس کی وسعت میں بھی مسلسل اضافہ ہو رہا ہے، زحیلی کی یہ بحث لائق مطالعہ ہے اُس کا لب لباب کچھ یوں ہے۔

شریعتِ اسلامیہ نے حالتِ سفر و مرض میں رمضان المبارک کا روزہ چھوڑنے کی رخصت دی ہے، حالت سفر میں روزہ چھوڑنے میں جو حکمت کارفرما نظر آتی ہے وہ یہ ہے کہ امکان یہ ہے کہ سفر کی وجہ سے انسان زیادہ تکلیف اور مشقت میں مبتلا ہو جائے، اس لیے اُسے روزہ سے رخصت دیدی گئی۔

مشقت اِس رخصت کی حکمت ہے، علت نہیں، اِس رخصت کی علت سفر ہے، مشقت کو علت قرار نہ دینے کی مختلف وجوہ ہیں:

الف: مشقت حالات وزمانہ، افراد اور اُن کے احوال کے اعتبار سے بدلتی رہتی ہے، ایک ہی چیز ایک فرد کے لیے مشقت ہے، دوسرے کے لیے نہیں ہے، اِسی طرح موسموں کے اعتبار سے بعض مقامات پر کسی موسم میں سفر مشقت ہے اور بعض مقامات پر کسی دوسرے موسم میں، اسی طرح راستے مختلف ہونے سے مشقت کی نوعیت تبدیل ہو جاتی ہے۔لہٰذا ایک ایسی چیز کو جس کا تعین مشکل ہو، رخصت کی علت قرار نہیں دیا جا سکتا۔ بلکہ یہی کہا جائیگا کہ اِس رخصت کی علت سفر ہے یا مرض، سفر ہے تو رخصت پر عمل جائز ہوگا چاہے اُس سفر میں مشقت ہو یا نہ ہو، مشقت کم ہو یا زیادہ ہو، یا کسی کے لیے مشقت ہو اور دوسرے کے لیے نہ ہو"۔(۲۴)

An evaluation version of novaPDF was used to create this PDF file.
Purchase a license to generate PDF files without this notice.

وھبہ زحیلی کی اس تعبیر سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ روزہ کو چھوڑنے یا نماز کو قصر کرنے کی علت سفر ہے یہی وجہ ہے کی امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک جب تک کوئی شخص اپنے شہر سے باہر نکل نہیں جاتا اس کے لیے نماز قصر کرنا جائز نہیں ہے، کیونکہ اپنے شہر میں کوئی شخص مسافر نہیں ہوتا۔ اسی طرح یہ بات بھی واضح ہوئی کہ رخصتوں کی علتیں بنیادِ قیاس نہیں قرار دی جاسکتیں۔ کوئی ایسا کام جس میں سفر جیسی یا اُس سے زیادہ مشقت ہو نماز میں قصر یا روزہ چھوڑنے کا باعث نہیں بن سکتا۔

علت اور حکمت میں فرق:

علت اور حکمت کے درمیان اصطلاحی مفہوم کے اور اس کے فقہی مصداق کے اعتبار سے قرب حاصل ہے، بعض اوقات علت اور حکمت کے درمیان اس قدر باریک فرق ہوتا ہے کہ ایک ماہرِ اصولِ فقہ بھی اس فرق کو ملحوظ نہیں رکھ پاتا لیکن یہ بات واضح ہے کہ قیاس کی بنیاد ہمیشہ علت ہوتی ہے نہ کہ حکمت۔

خلاصہ کلام یہ ہے احکام کی علتوں کی معرفت اور اس بات کی پہچان کہ علت اجتہاد سے حاصل ہو رہی ہے یا نص سے اسکی طرف کوئی اشارہ مل رہا ہے، اور پھر اس اعتبار سے اس کی حیثیت کا تعین احکام کو سمجھنے اور جدید مسائل کے صحیح حکم تک پہنچنے میں مددگار ثابت ہوگا۔

حوالہ جات وحواشی

۱۔ القرآن الحکیم: المائدہ:۳

۲۔ ایضا: النساء:۵۹

۳۔ زیدان، عبدالکریم، الوجیز فی اصول الفقہ ، بیروت، الرسالۃ ۲۰۰۳ء، ص ۱۹۴۔

۴۔ آمدی، الاحکام فی اصول الاحکام ج ۲: ص ۲۳۰

۵۔ حوالہ مذکور۔

۶۔ ایضا۔

۷۔ صدر الشریعۃ۔ التلویح علی التوضیح ج ۲: ص ۵۲

۸۔ آمدی، کتاب وجلد مذکور ۱: ص ۲۳۷

۹۔ زرکشی الجرالحیط فی اصول الفقہ ج ۴: ص ۵

۱۰۔ محبّ اللہ بہاری، مسلم الثبوت۔ دیکھئے: السبیل الاقوام فی توضیح المسلم شرح مسلم الثبوت اردو، ص ۱۹

An evaluation version of novaPDF was used to create this PDF file.
Purchase a license to generate PDF files without this notice.

۱۱۔ خلاف،عبدالوھاب علم اصول الفقہ ،قاہرۃ،دارالقلم،۱۹۷۰ ص ۵۲

زیدان،عبدالکریم۔الوجیزص ۱۹۴

۱۲۔ علی حسب اللہ،اصول التشریع الاسلامی،کراچی،ادارۃ القرآن: ص ۱۰۸۔

۱۳۔ ماہرینِ اصول الفقہ کے درمیان اس بات میں اختلاف پایا جاتا ہے کہ قیاس ثبوت کا حکم ذریعہ (مثبت حکم) ہے یا قیاس کے ذریعہ سے نص میں موجود مخفی حکم کے خفا اور پوشیدگی کو دور کیا جاتا ہے،اور اس اعتبار سے یہ مثبت حکم نہیں،مظہر حکم ہے۔

۱۴۔ امام غزالی المستصفیٰ ۲/۹۶ میں لکھتے ہیں:

العلة فی اللغة اسم لماتغیر به حال الشئی بحصو له فیه فیقال للمرض علة : لاء ن الجسم یتغیر حاله بحصوله فیه

۱۵۔ غزالی،المستصفیٰ۔۲/۲۴۱

۱۶۔ آمدی،الاحکام فی اصول الاحکام،۱/۵۶

۱۷۔ تفتازانی،بحوالہ،خلاف اصول الفقہ ،ص ۶۳

۱۸۔ خلاف اصول فقہ،ص ۶۳

۱۹۔ ابوزہرہ،محمد،اصول الفقہ ،قاہرہ،دارالفکر العربی،۱۹۹۷ء،بحث قیاس

۲۰۔ زیدان،حوالہ مذکور

۲۱۔ النملہ عبدالکریم بن علی،المہذب فی علم اصول الفقہ المقارنہ الریاض،مکتبہ الرشد،۱۹۹۹ء،ج ۵، ص ۲۰،۲۱

۲۲۔ صفی الدین محمد بن عبدالرحیم الھندی،نہایۃ الوصول فی درایۃ الاصول،مکہ مکرمہ،مکتبہ نزار،۱۹۹۹ء، ج ۸،ص ۳۴۰

۲۳۔ مسلم،الجامع الصحیح،کتاب الاشربہ،رقم حدیث ۶

۲۴۔ الزحیلی ،الدکتور،اصول الاسلامی،دمشق،داراحسان،۱۹۹۷ء،ص ۶۵۰

An evaluation version of novaPDF was used to create this PDF file.
Purchase a license to generate PDF files without this notice.